فسئلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 83 | جمعۃ المبارک 14 صفر المظفر 1442ھ 02 اکتوبر 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- بالمشافہ: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- بذریعہ ویب سائٹ: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- بذریعہ برقی مراسلہ: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- بذریعہ واٹس ایپ: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات / فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1 گلستان جوہر، کراچی

سوال: ایک خاتون کے شوہر ایک ـــــــ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے شخص کو نبی مانتے ہیں، اس کا اقرار بھی کرتے ہیں، ان کے حلقے میں بھی جاتے رہتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، احادیث کا صریح انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم پر صرف قرآن کی تعلیمات کو ماننا لازم ہے۔ اب اس خاتون کے نکاح کی کیا حیثیت ہے اور مزید ان کے لیے شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟ شریعت ان سے کیا تقاضا کرتی ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب: جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کو نبوت عطا کی گئی یا کی جاسکتی ہے، یا وہ شخص کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرتا ہو وہ شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ شخص نکاح سے پہلے ہی ان عقائد کو مانتا تھا تو اس عورت کا اس شخص سے نکاح باطل ہے، دونوں کے درمیان فوراً علیحدگی کرنا ضروری ہے۔ ان میں باہمی تعلق سے اگر بچے پیدا ہوئے، ان کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہوگا۔ البتہ وہ بچے ماں کے تابع ہو کر مسلمان شمار ہوں گے۔ اور اگر یہ شخص نکاح کے وقت اس قسم کے عقائد کا حامل نہ تھا بلکہ مسلمان تھا اور بعد میں مرتد ہوا تو حکومت کی ذمے داری ہے کہ اس کو گرفتار کرکے پہلے اس کے شکوک وشبہات دور کرنے کی کوشش کرے، اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرلے تو دونوں کا نکاح برقرار رہے گا، اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرے تو قاضی دونوں کے نکاح کو فسخ کردے گا۔ اس کے بعد عورت پر واجب ہے کہ وہ فی الفور اس سے علیحدہ ہوجائے۔ اسلامی حکومت پر بھی واجب ہے کہ ایسے شخص کو ارتداد کی سزا میں قتل کردے اور اسے عوام الناس کے لیے عبرت کا نشان بنادے۔

يعلم مما هنا حكم الدروز والتيامنة فإنهم في البلاد الشامية يظهرون الإسلام والصوم والصلاة مع أنهم يعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزنا وأن الألوهية تظهر في شخص بعد شخص ويجحدون الحشر والصوم والصلاة والحج، ويقولون المسمى به غير المعنى المراد ويتكلمون في جناب نبينا - صلى الله عليه وسلم - كلمات فظيعة. وللعلامة المحقق عبد الرحمن العمادى فيهم فتوى مطولة، وذكر فيها أنهم ينتحلون عقائد النصيرية والإسماعيلية الذين يلقبون بالقرامطة والباطنية الذين ذكرهم صاحب المواقف. ونقل عن علماء المذاهب الأربعة أنه لا يحل إقرارهم في ديار الإسلام بجزية ولا غيرها، ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم، وفيهم فتوى في الخيرية أيضا فراجعها

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين/رد المحتار، ۴/ ۲۴۴)

وفي مجمع الفتاوى: نكح كافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه ولا تجب العدة لأنه نكاح باطل. وقال الشامي: أي فالوطء فيه زنا لا يثبت به النسب، بخلاف الفاسد فإنه وطء بشبهة فيثبت به النسب ولذا تكون بالفاسد فراشا لا بالباطل.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب النكاح، فصل في ثبوت النسب، ۳/ ۵۵۵)

(قوله: فأسلم هو) أي أحد أبويه ح أي فإن الصبي يصير مسلما لأن الولد يتبع خير الأبوين دينا. ولا فرق بين كون الولد مميزا أو لا كما مر. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، باب الحضانة، ۲/ ۲۳۰)

سوال: میں فروٹ اور سبزی منڈی میں کام کرتا ہوں۔ اکثر کسی نہ کسی سبزی یا فروٹ پر کسی وجہ سے مندی کا اثر ہوتا ہے اور اس کا ریٹ غیر معمولی طور پر نیچے ہوتا ہے، جو کہ اس وقت کے حالات کے حساب سے سمجھ آتا ہے، مگر مارکیٹ پر گہری نظر رکھنے والے کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ کچھ دن، ہفتے یا مہینے کی بات ہے اور پھر مندی کا اثر زائل ہوجائے گا اور ریٹ واپس چڑھ جائے گا۔ وجوہات کوئی بھی ہوسکتی ہیں، مثلاً انار کا سیزن دو تین مہینے کا ہوتا ہے اور اس میں اتنا وافر مقدار میں ہوتا ہے کہ پوری طرح سے بک نہیں سکتا تو لوگ زائد مال یا کم ریٹ والا مال اٹھا کر سٹور میں ڈال دیتے ہیں کہ جب سیزن ختم ہو جائے گا تو ہمارے پاس مال ہوگا بیچنے کے لیے یا پھر کسی کی نیت ہی یہ ہوتی ہے کہ ابھی سستا خرید لو بعد میں ریٹ جب آسمان کو چھولے گا تو اس وقت بیچنے کی کریں گے۔ ہم اس مال کو اسٹور کرنے والی چیز میں لگانا چاہتے ہیں، مگر ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں ہونا چاہتے۔ کہیں پڑھا تھا کہ مال چالیس دن سے زیادہ نہیں رکھیں۔ اصل میں ہمیں

یہ بات نہیں پتہ ہوتی کہ مال کتنے دن رکھنا پڑے گا۔منڈی میں جب مال آجاتا ہے تو وہ واپس تو جا نہیں سکتا اور ہم نہیں تو کوئی اور خریدے گا ہی ورنہ پھینکنا پڑے گا۔

جواب:ذخیرہ اندوزی کے حکم میں تین امور قابل غور ہیں:

(۱) ایک یہ کہ جس چیز کی ذخیرہ اندوزی کی جائے، اگر وہ چیز عرف عام میں انسانوں اور مویشیوں کی بنیادی غذا کے طور پر استعمال نہ ہوتی ہو، تو اس چیز کی ذخیرہ اندوزی جائز ہے۔ (۲) اور اگر وہ چیز عرفِ عام میں انسانوں یا جانوروں کی غذاء کے طور پر استعمال ہوتی ہو تو اس چیز کی ذخیرہ اندوزی جائز ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے عام لوگوں کو ضرر نہ پہنچے۔ضرر پہنچنے سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز مارکیٹ میں اتنی مہنگی ہوجائے کہ عوام کے لیے اس کا حصول انتہائی دشوار ہوجائے۔ اور اگر ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے عوام الناس کو ضرر شدید لاحق ہوتا ہو، تو یہ ذخیرہ اندوزی جائز نہیں۔ چنانچہ صورت مسئولہ میں ایسی سبزیاں اور پھل جو انسانوں یا جانوروں کی بنیادی غذا نہیں، ان کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ (۳) اسی طرح اگر وہ چیز بنیادی غذا کا حصہ ہے تو اس کی ذخیرہ اندوزی گرانی کا باعث نہیں تب بھی ذخیرہ اندوزی جائز ہے۔ بصورت دیگر یعنی اگر یہ ذخیرہ اندوزی گرانی کا باعث بنتی ہے تو یہ ذخیرہ اندوزی جائز نہیں۔

(الف) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: «من احتکر علی المسلمین طعامهم ضربه الله بالجذام والإفلاس». رواه ابن ماجة والبیهقی فی شعب الإیمان. (مشکاة المصابیح: کتاب البیوع، باب الإحتکار)

(ب) (و) کره (احتکار قوت البشر) کتبن وعنب ولوز (والبهائم) کتبن وقت (فی بلد یضر بأهله) لحدیث الجالب مرزوق والمحتکر ملعون فإن لم یضر لم یکره. (الدر المختار: ۶/۳۹۸)

(ج) ثم ذهب اکثر الفقهاء الی ان حرمة الاحتکار مختصة بالاقوات، فلا یحرم الاحتکار فی غیرها وهو قول أبی حنیفة والشافعی ومالك وأحمد رحمهم الله تعالیٰ. (تکملة فتح الملهم: ۱/۶۵۶)

(د) ویکره الاحتکار والکلام فی الاحتکار فی موضعین أحدهما فی تفسیر الاحتکار وما یصیر به الشخص محتکرا والثانی فی بیان حکم الاحتکار. (أما) الأول فهو أن یشتری طعاما فی مصر ویمتنع عن بیعه وذلك یضر بالناس و کذلك لو اشتراه من مکان قریب یحمل طعامه إلی المصر وذلك المصر صغیر وهذا یضر به یکون محتکرا وإن کان مصرا کبیرا لا یضر به لا یکون محتکرا ولو جلب إلی مصر طعاما من مکان بعید وحبسه لا یکون احتکارا. وروی عن أبی یوسف -رحمه الله- أنه یکون احتکارا لأن کراهة الاحتکار بالشراء فی المصر والامتناع عن البیع لمکان الإضرار بالعامة وقد وجد هنا ولأبی حنیفة -رضی الله عنه- قول النبی -علیه الصلاة والسلام- «الجالب مرزوق» وهذا جالب ولأن حرمة الاحتکار بحبس المشتری فی المصر لتعلق حق العامة به فیصیر ظالما بمنع حقهم علی ما نذکر ولم یوجد ذلك فی المشتری خارج المصر من مکان بعید لأنه متی اشتراه ولم یتعلق به حق أهل المصر فلا یتحقق الظلم ولکن مع هذا الأفضل له أن لا یفعل ویبیع لأن فی الحبس ضررا بالمسلمین و کذلك ما حصل له من ضیاعه بأن زرع أرضه فأمسك طعامه فلیس ذلك باحتکار لأنه لم یتعلق به حق أهل المصر لکن الأفضل أن لا یفعل ویبیع لما قلنا ثم الاحتکار یجری فی کل ما یضر بالعامة عند أبی یوسف -رحمه الله- قوتا کان أو لا وعند محمد -رحمه الله- لا یجری الاحتکار إلا فی قوت الناس وعلف الدواب من الحنطة والشعیر والتبن والقت. (وجه) قول محمد -رحمه الله- أن الضرر فی الأعم الأغلب إنما یلحق العامة بحبس القوت والعلف فلا یتحقق الاحتکار إلا به (وجه) قول أبی یوسف -رحمه الله- إن الکراهة لمکان الإضرار بالعامة وهذا لا یختص بالقوت والعلف (وأما) حکم الاحتکار فنقول یتعلق بالاحتکار أحکام (منها) الحرمة لما روی عن رسول الله -صلی الله علیه وسلم- أنه قال «المحتکر ملعون والجالب مرزوق». (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ۵/۱۲۹)

سوال:فی زمانہ اگر مرد اپنی بیوی کو کسی اور مرد کے ساتھ دیکھ لے اور اس کے پاس گواہ بھی نہ ہو تو صورت مسئولہ میں وہ لعان کر

سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: واضح رہے کہ لعان کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے مرد قاضی کی عدالت میں اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا اپنے سے بچے کے نسب کی نفی کرے یعنی یہ کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور اس کے پاس اپنے دعوے پر گواہ موجود نہ ہوں اور عورت اس تہمت کی بناء پر لعان کا مطالبہ کرے، تو لعان واجب ہوتا ہے، بشرطیکہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہوا ہو، دونوں عاقل، بالغ اور مسلمان ہوں اور دونوں میں سے کوئی گونگا نہ ہو، نیز پہلے کبھی تہمت لگانے کی وجہ سے اُن پر حد جاری نہ ہوئی ہو۔ پس شرائط مذکورہ کے پائے جانے کے وقت لعان واجب ہوجائے گا۔ مذکورہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہیں پائی گئی تو لعان واجب نہیں ہوگا۔ لہذا صورت مسئولہ میں چوں کہ صراحۃً زنا کی تہمت یا بچے کی نفی کا ذکر نہیں بلکہ محض اپنی بیوی کو کسی مرد کے ساتھ دیکھنے کا ذکر ہے، تو اس سے دونوں کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا اور نہ ہی لعان لازم ہوا۔ البتہ شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو غلط کام سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

(وسببه قذف الرجل زوجته قذفا يوجب الحد في الأجنبية) خصت بذلك لأنها هي المقذوفة فتتم لها شروط الإحصان. وركنه شهادات مؤكدات باليمين واللعن. .(وحكمه حرمة الوطء والاستمتاع بعد التلاعن ولو قبل التفريق بينهما) لحديث «المتلاعنان لا يجتمعان أبدا». (وأهله من هو أهل للشهادة) على المسلم -(فمن قذف) بصريح الزنا في دار الإسلام (زوجته) الحية بنكاح صحيح - ولو في عدة الرجعي - العفيفة عن فعل الزنا وتهمته، بأن لم توطأ حراما ولو مرة بشبهة، ولا بنكاح فاسد ولا لها ولد بلا أب (وصلحا لأداء الشهادة) على المسلم، فخرج نحو قن وصغير، ودخل الأعمى والفاسق لأنهما من أهل الأداء (أو) من (نفى نسب الولد) منه، أو من غيره (وطالبته) -أو طالبه الولد المنفي (به) أي بموجب القذف وهو الحد عند القاضي ولو بعد العفو، أو التقادم، فإن تقادم الزمان لا يبطل الحق في قذف وقصاص وحقوق عباد جوهرة. والأفضل لها الستر، وللحاكم أن يأمرها به (لاعن). (الدر المختار، كتاب الطلاق، باب اللعان)

وفي آخر حظر المجتبى لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا، فما في الوهبانية ضعيف كما بسطه المصنف. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، رد المحتار، ۳/۵۰)

والمزني بها لا تحرم على زوجها. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، رد المحتار، ۳/۵۰)

سوال: زکوۃ سے متعلق ہونے والے آن لائن درس میں شرکت کی، جس میں مفتی صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ زکوۃ کے مستحق شخص کو اگر کوئی چیز مالک بنا کر دی جائے مثلا راشن بیگ تو وہ شخص اس سامان کو کسی بھی طرح سے استعمال کر سکتا ہے، مثلا وہ شخص وہ سامان بیچ کر نقد پیسے استعمال کر سکتا ہے۔ دریافت یہ کرنا تھا کہ کیا یہ اصول صرف انفرادی شخص پر لاگو ہوتا ہے یا پھر کوئی تنظیم بھی ایسا کر سکتی ہے؟

جواب: مختلف تنظیمیں اور رفاہی ادارے زکوۃ کی وصولیابی میں فقراء کے وکیل ہوتے ہیں کہ وہ فقراء کی طرف سے مال زکوۃ پر قبضہ کرکے اس کو فقراء تک پہنچائیں اور وکیل بالقبض کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس چیز میں کوئی تصرف یا تبدیلی کرے جس کا اس کو وکیل بنایا گیا ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں اگر کسی تنظیم کو راشن بیگ دیئے جائیں تاکہ وہ اس راشن کو فقراء میں تقسیم کردیں تو اس تنظیم یا انجمن کی انتظامیہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ راشن کو نقد روپوں میں تبدیل کرکے فقراء کے حوالے کرے بلکہ ان پر لازم ہے کہ بعینہ وہی راشن فقراء میں تقسیم کریں۔

أن الوكيل بالقبض إنما يملك القبض على وجه لا يكون للموكل أن يمتنع منه إذا عرضه عليه المطلوب فليس للوكيل بالقبض ذلك كالشراء بالدين والاستبدال (المبسوط للسرخسي ۱۹/۶۹)

ختم شد